Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون: ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
جلد ۴۲/۷۷ | منگل ۱۴ رجب ۱۴۱۲ھ، ۲۱ صلح ۱۳۷۱ ہش، ۲۱ جنوری ۱۹۹۲ء | نمبر ۱۷

حضرت سیّدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم محترم حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے بارے میں درخواست دعا

مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے لندن سے اطلاع دی ہے کہ حضرت سیّدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم محترم حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ عرصہ سے علیل ہیں۔ ڈاکٹر صاحبان کی تشخیص کے مطابق پتہ میں پتھری ہے جس کے لئے آپریشن تجویز کیا گیا ہے جو اللہ نے چاہا تو چند روز تک متوقع ہے۔

احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ آپریشن کو ہر لحاظ سے کامیاب فرمائے اور آپ کو صحت کاملہ سے نوازے۔

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"یہ بات بالکل ناممکن ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کا بالکل مطیع ہو اور پھر اس کی دُعا قبول نہ ہو۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ اس کے مقررہ شرائط کو کامل طور پر اَدا کرے۔ جیسے ایک انسان اگر دُوربین سے دُور کی شئے نزدیک دیکھنا چاہے تو جب تک وہ دُوربین کے آلہ ٹھیک ترتیب پر نہ رکھے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ یہی حال نماز اور دُعا کا ہے۔ اسی طرح ہر ایک کام کی شرط ہے۔ جب وہ کامل طور پر اَدا ہو تو اس سے فائدہ ہوا کرتا ہے۔ اگر کسی کو پیاس لگی ہو اور پانی اس کے پاس بہت سا موجود ہے مگر وہ پئے نہ تو فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ یا اگر اس میں سے ایک دو قطرہ پئے تو کیا ہو گا؟ پُوری مقدار پینے سے ہی فائدہ ہو گا۔ غرضیکہ ہر ایک کام کے واسطے خدا تعالیٰ نے ایک حد مقرر کی ہے۔ جب وہ اس حد پر پہنچتا ہے تو بابرکت ہوتا ہے اور جو کام اس حد تک نہ پہنچیں تو وہ اچھے نہیں کہلاتے اور نہ ان میں برکت ہوتی ہے۔" (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۲۳۱-۲۳۲)

"تکبّر وغیرہ سب بناوٹی چیزیں ہیں اگر وہ اس بناوٹ کو اُتار دے تو پھر اس کی فطرت میں عاجزی ہی نظر آوے گی۔ اگر تم لوگ چاہتے ہو کہ خیریت سے رہو اور تمہارے گھروں میں امن رہے تو مناسب ہے کہ دعائیں بہت کرو اور اپنے گھروں کو دُعاؤں سے پُر کرو۔ جس گھر میں ہمیشہ دُعا ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ اسے برباد نہیں کیا کرتا، لیکن جو سُستی میں زندگی بسر کرتا ہے اُسے آخر فرشتے بیدار کرتے ہیں۔ اگر تم ہر وقت اللہ تعالےٰ کو یاد رکھو گے تو یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ بہت پکّا ہے۔ وہ کبھی تم سے ایسا سلوک نہ کرے گا جیسا کہ فاسق فاجر سے کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کو کوئی ضرورت نہیں کہ تم کو عذاب دلوے بشرطیکہ تم ایمان لاؤ اور شکر کرو۔ انسان کو عذاب ہمیشہ گناہ کے باعث ہوتا ہے۔" (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۲۳۲)

صف دوم کے معلّمین کی اکیسویں کلاس

دفتر وقف جدید کے تحت ۱۵ فروری ۱۹۹۲ء سے صف دوم کے معلمین کی سہ ماہی کلاس منعقد کی جارہی ہے۔

اس تحریک کی اوّلین مخاطب ایسی جماعتیں ہیں جو تربیت کی زیادہ محتاج ہیں وہ اپنے ایک ایک دو دو نمائندے ضرور اس کلاس میں بھجوائیں تاکہ وہ واپس جاکر اپنی جماعت میں تعلیم و تربیت کا کام کر سکیں۔ عمر، تعلیم کا کوئی خاص معیار نہیں۔ البتہ صحت اچھی ہو۔ ناظرہ قرآن مجید اور اردو لکھنا پڑھنا اچھی طرح آتا ہو۔ اور تعلیم و تربیت کا خاص جذبہ اور شوق ہو۔ کلاس میں شامل ہونے والے طلباء کی درخواستیں ۱۰ فروری تک مع کوائف نام مع ولدیت۔ تاریخ بیعت، عمر، تعلیم مقامی پریذیڈنٹ صاحب کی تصدیق کے ساتھ آنی چاہئیں۔ دوران تعلیم قیام و طعام کا انتظام دفتر کرے گا۔ بستر اور قرآن کریم لکھنے پڑھنے کا سامان اپنے ہمراہ لیتے آویں۔

(قائمقام ناظم ارشاد وقف جدید، ربوہ)

دستکاری نمائش

مؤرخہ ۲۷، ۲۸ جنوری بروز سوموار، منگل دفتر لجنہ اماء اللہ پاکستان کی سالانہ دستکاری نمائش منعقد ہو رہی ہے۔ ۲۷ جنوری کو دس بجے صبح افتتاح ہو گا۔

(سیکرٹری نمائش لجنہ اماء اللہ پاکستان)

ضروری اعلان برائے طلباء و طالبات

آپ کو کوئی تعلیمی مسئلہ تو درپیش نہیں؟ اس سلسلہ میں نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ ربوہ سے رابطہ کریں۔

(ناظر تعلیم)

حقوق کی ادائیگی کر کے فساد کو دُور کرنے کی کوشش کریں

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے

"فساد قرآن کریم کی اصطلاح میں حق تلفی کا نام ہے، ظلم کا نام ہے۔ حق کو تلف کرنا بُرا ہے۔ حق وہی ہے جو حقیقی ہو۔ اگر انسان خود اپنے حقوق بنا لے جو اس کے حق نہیں ہیں اور کوئی شخص ان کو توڑنے والا ہو تو وہ قابلِ الزام خدا تعالیٰ کے نزدیک نہیں۔ اس لئے قرآن کریم نے حقوق کو قائم بھی کیا اور ان کی حفاظت کے سامان بھی پیدا کئے۔ قرآن کریم نے انسان کے حقوق بھی قائم کئے اور اس کائنات کی دیگر ہر شَے کے حقوق بھی قائم کئے۔ لیکن اس وقت میرا موضوع صرف انسان سے تعلق رکھتا ہے۔ انسان کا حق وہ ہے اصولاً جو اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہو اور جو اللہ تعالیٰ نے حق قائم کیا انسان کا، وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو قوتیں اور صلاحیتیں اسے دیں، ان کی نشوونما کے لئے جو سامان اس نے پیدا کئے وہ اسے میسّر ہوں اور قوتوں اور صلاحیتوں کی نشوونما کے راستہ میں روک نہ بنا جائے، نہ ان سامانوں کو جو اس کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اس سے چھینا جائے۔ اگر قوم قوم کے حقوق کو پہچانے اور ان حقوق کی ادائیگی کے لئے تیار ہو تو بین الاقوامی فضا میں نہایت ہی حسین امن کا ماحول پیدا ہو جاتا ہے۔

قرآن کریم نے، جو فساد پیدا ہوتا ہے اس کے متعلق ایک تو یہ فرمایا کہ حق کا علم ہونا چاہیئے اور صحیح حق وہ ہے جو خدا تعالیٰ قائم کرتا ہے۔ ہمیں بتایا کہ حق تلفی مختلف طریقوں سے ہوتی ہے۔ مختلف وجوہات کی

باقی صفحہ ۳ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ | پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ | قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۱ صلح ۱۳۷۱ ہش ۲۱ جنوری ۱۹۹۱ء

فعّال محنت پر کمر بستہ

ہم خدا ہی کے ہیں اور لوگوں کو ـــ ساری دنیا کو ـــ خدا ہی کی طرف بلانا ہمارا کام ہے۔ اسی کو ہم دعوت الی اللہ کہتے ہیں۔ دنیا کی اس وقت حالت یہ ہے کہ وہ خدا سے دُور ہے ـــ اور بہت دُور ہے۔ دنیا داری اسکی گھُٹّی میں پڑی ہوئی ہے۔ اسے دنیا کے سوا کچھ اور نظر ہی نہیں آتا۔ اور ہم سب جانتے ہیں کہ اس وقت دنیا جن حالات میں سے گذر رہی ہے۔ وہ خدا سے دُوری ہی کا نتیجہ ہیں۔ نہ سیاسی لوگوں کو خدا کا شعور ہے نہ سماجی لوگوں کو ـــ اپنا نام اور اپنا کام ـــ خدا کا خانہ خالی۔

سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ ایک عرصہ سے جماعت کو ـــ جماعت کے ہر فرد کو ـــ دعوت الی اللہ کی طرف توجہ دلا رہے ہیں۔ دعوت الی اللہ کی اہمیت اُجاگر فرما رہے ہیں۔ اس کے طریق بتا رہے ہیں۔ اور اس کے عوامل اور اس کے نتائج سے بھی آگاہ کر رہے ہیں۔ حضور انور کے ان ارشادات کے پیش نظر اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت روز افزوں بیداری کی طرف آ رہی ہے۔ احباب جماعت میں یہ جذبہ اُجاگر ہو رہا ہے کہ اگر اب دنیا کو نہ بچایا گیا تو شائد اس کے بچائے جانے کے لئے وقت باقی نہ رہے گا اور اس طرح جو تباہی آئے گی وہ نہ صرف عالمگیر ہوگی بلکہ اپنی شدّت میں انتہا کو پہنچ جائے گی۔

قادیان میں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر بھی حضور انور نے دعوت الی اللہ کی طرف نہ صرف توجہ دلائی بلکہ جماعت کی توجہ اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے نتیجہ میں اس سعی مشکور کو جو پھل لگ رہے ہیں ان کا تذکرہ بھی فرمایا۔ اس تذکرہ کو سُن کر یوں محسوس ہوتا کہ یہ تذکرہ دعوت الی اللہ کی ضرورت کے دلائل میں سے سب سے بڑی دلیل ہے۔ کیونکہ یہ عملی نتیجہ سے تعلق رکھتا ہے۔

جلسہ کے بعد جمعہ کے روز خطبہ میں حضور نے جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ ان کی محنت فعّال ہونی چاہیئے اور اس محنت کے لئے انہیں کمر بستہ ہو کر کام کرنا چاہیئے۔ محنت تو جماعت کر ہی رہی ہے۔ لیکن ہمیں محنت اور فعّال محنت میں فرق کو نہ صرف محسوس کرنا چاہیئے بلکہ اس فرق کو زندگی کا حصّہ بنا لینا چاہیئے۔ ہماری ہر محنت فعّال محنت بن جانی چاہیئے۔ اور اس محنت کے لئے یوں کمر بستہ ہو جانا چاہیئے۔ گویا یہی ہمارا مقصدِ وحید ہے۔ باقی تمام کام اپنی جگہ۔ لیکن دعوت الی اللہ پر کمر بستہ ہو جانا چاہیئے۔

باتیں تو سُنائی جاتی ہیں کردار دکھایا جاتا ہے
آنکھوں کے توسّط سے لوگوں کو پاس بلایا جاتا ہے

کردار کو ہم مضبُوط کریں کردار ہو سرمایہ اپنا
سرمائے ہی سے دنیا کا دُکھ دَرد مٹایا جاتا ہے

ابوالاقبال

حُسن و عشق کی باتیں کر کے دل خود کو بہلاتا ہے
ورنہ سُونے سُونے آنگن میں کب کوئی آتا ہے

مَیں تو اپنے ماضی کی یادوں میں کِھل کِھل اُٹھتا ہوں
مجُھ کو پیچھے چھوڑ کے شائد وقت بہت پچھتاتا ہے

میرے احساسات کی شِدّت منفی بھی ہے مثبت بھی
چُپ رہتی ہیں آوازیں، سنّاٹا شور مچاتا ہے

تُو تو دل کے دروازے پر دستک دے کر لَوٹ گیا
اب میرے گھر کے دروازے کے پَٹ کون ہلاتا ہے

مَیں بھی وہ کچھ کرتا ہوں جو مجھ جیسے کر پائے تھے
اپنے جیسے لوگوں کی تاریخ کو تُو دہراتا ہے

مَیں نے تجھ کو اپنا پا کر بھی غفلت سے کام لیا
اور تُو میرے بیگانہ پن کو چاہت سے اپناتا ہے

سوچ سمجھ کا مالک انساں راہ میں ڈٹ کر بیٹھ گیا
اور بیچارہ پتھر میری راہوں سے ہَٹ جاتا ہے

سب نے اس کے پیار سے حصّہ پایا اور محظوظ ہوئے
چُپکے چُپکے چھُپ چھُپ کر اب میرا دل گھبراتا ہے

جن لوگوں نے باہیں کھول کے پیار سے استقبال کیا
ان کے پیار کے اس پیارے انداز پہ دل اتراتا ہے

ان کی بھیگی بھیگی آنکھیں گرمایا گرمایا دِل
ایک زمانہ اپنے زخموں کو ان سے سہلاتا ہے

مَیں تو آج نسیمؔ کسی سے باتیں سُن کر رویا ہوں
جن لوگوں نے خود دیکھا ہے ان کو کون رُلاتا ہے

نسیمؔ سیفی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے)

تلقینِ عمل

دوسری بات جس کی طرف میں خدام الاحمدیہ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ بارشوں کی کثرت کی وجہ سے اس دفعہ قادیان میں بہت سے غرباء کے مکان گر گئے ہیں۔ ان مکانوں کی مرمت اور تعمیر میں خدمت خلق کرنے والوں کو حصہ لینا چاہیئے۔ میں اس موقعہ پر ان کو بھی توجہ دلاتا ہوں جن کو معماری کا فن آتا ہے کہ وہ اپنی خدمات اس غرض کے لئے پیش کریں۔ آجکل عام طور پر عمارتوں کے کام بند ہیں۔ اور وہ اگر چاہیں تو آسانی سے اپنے اوقات اس خدمت کے لئے وقف کر کے ثواب حاصل کر سکتے ہیں۔ پس جن معماروں کو خدا تعالیٰ توفیق دے وہ ایک ایک دو دو تین تین چار چار دن جس قدر خوشی کے ساتھ دے سکتے ہوں دیں تا کہ غرباء کے مکانوں کی مرمت ہو جائے۔ مزدور مہیا کرنا خدام الاحمدیہ کا کام ہو گا۔ اس صورت میں بعض اور چیزوں کے لئے بہت تھوڑی سی رقم کی ضرورت ہو گی۔ جس کے متعلق ہم کوشش کریں گے کہ چندہ جمع کریں۔ مگر جہاں تک خدمت کا کام ہے خدام الاحمدیہ کو چاہیئے کہ وہ اس کو خود مہیا کرے۔ اس طرح خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت ہی کم خرچ پر غرباء کے مکانات کی مرمت ہو جائے گی۔

تیسری چیز جس کی طرف میں خدام الاحمدیہ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جیسا کہ میں نے بتایا ہے نماز ایک قشر ہے اور اس کی اصل غرض یہ ہے کہ دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور ذکر الٰہی کا انس پیدا ہو۔ ذکر الٰہی کا انس آج کل مغربی اثر کے ماتحت بہت کچھ کم ہوتا جاتا ہے۔ اس لئے میں انہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ نوجوانوں میں اس قسم کے وعظ کثرت سے کرائیں۔ جن میں ذکر الٰہی کی اہمیت بیان کی گئی ہو۔ اور انہیں بتایا جائے کہ جب تک وہ بیت الذکر میں بیٹھنے اور ذکر الٰہی کرنے کی عادت اختیار نہیں کریں گے۔ اس وقت تک خدا تعالیٰ کے فضلوں کے نشانات کا وہ مشاہدہ نہیں کر سکیں گے ۔۔۔۔ خالی خولی نماز پڑھ کر چلے جانا اور باقی وقت گپوں میں ضائع کر دینا بہت بری بات ہے۔ اس سے دل سخت ہو جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے انوار قلب پر نازل نہیں ہوتے کسی پر احسان کر کے خدا تعالیٰ کوئی نور نازل کر دے تو اور بات ہے۔ پس خدام الاحمدیہ کے افسروں کو چاہیئے کہ وہ خصوصیت سے مختلف بیوت الذکر اور مختلف حلقوں میں اس قسم کے وعظ کرائیں تا کہ نوجوانوں کے دلوں میں عبادت اور ذکر الٰہی کا شوق پیدا ہو۔ اب تک خدام الاحمدیہ کی طرف سے اس قسم کی بہت کم کوشش کی گئی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اول تو نوجوان بیت الذکر میں کم آتے ہیں۔ اور جو آتے ہیں وہ اس تاڑ میں رہتے ہیں کہ امام کب آتا ہے تا کہ وہ اسی وقت بیت الذکر میں آئیں جب امام آئے اس سے پہلے انہیں بیت الذکر میں آکر بیٹھنا نہ پڑے۔ گویا بیت الذکر ان کے نزدیک ایسی ہی چیز ہوتی ہے۔ جیسا انگاروں پر چلنا۔ جس طرح انگاروں پر چلنے والا جلدی جلدی چلتا ہے کہ کہیں میرے پیر نہ جل جائیں اسی طرح وہ بھی چاہتے ہیں کہ بیت الذکر میں تھوڑے سے تھوڑا عرصہ ٹھہریں اور جلد سے جلد چلے جائیں پھر بجائے اس کے کہ وہ بیت الذکر میں خاموشی سے بیٹھیں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں دو دو مل کر باتیں کرنے لگ جاتے ہیں۔ حالانکہ بیوت الذکر اس لئے نہیں ہوتے کہ ان میں بیٹھ کر دنیا کی باتیں کی جائیں۔ بیت الذکر میں یا تو دینی باتیں ہونی چاہئیں اور یا پھر ہر انسان کو ذکر الٰہی میں مشغول رہنا چاہیئے۔ جب تک نوجوانوں میں یہ روح پیدا نہیں ہوتی میں نہیں سمجھ سکتا ان میں خشیت اللہ کس طرح پیدا ہو سکتی ہے۔ اور جب تک کسی کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی خشیت پیدا نہیں ہوتی ہم کس طرح سمجھ سکتے ہیں کہ وہ ایک سچا احمدی ہے۔ ہاں اگر خدا کی محبت پیدا ہو جائے تو رفتہ رفتہ باقی تمام خوبیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اگر کسی کے دل میں خدا کی محبت نہ ہو تو اس کی مثال ایسی ہی ہوتی ہے جیسے ریت میں کیلا گاڑا ہوا ہو۔ بظاہر وہ گڑا ہوا نظر آتا ہے۔ لیکن اگر ذرا سی بھی اسے ٹھوکر لگائی جائے تو وہ فوراً اکھڑ جاتا ہے۔ لیکن جس دل میں خدا تعالیٰ کی محبت ہو اس کی مثال ایسی ہوتی ہے کہ جیسے کسی مضبوط چٹان میں کوئی کیلا گاڑ دیا جائے۔ ایسے کیلے کو اگر ہتھوڑے بھی مارو تو وہ ہلنے کا نام نہیں لیتا۔ پس اصل چیز ذکر الٰہی خدا تعالیٰ کی محبت اور بیوت الذکر کے ساتھ تعلق ہے۔ خدام الاحمدیہ کو چاہیئے کہ وہ نوجوانوں میں یہ باتیں پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ ان پر ذکر الٰہی کی اہمیت واضح کریں ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کریں اور انہیں بیوت الذکر میں زیادہ وقت صرف کرنے کی عادت ڈالیں۔ میں نے دیکھا ہے خدام الاحمدیہ نے نماز باجماعت میں نوجوانوں کی سستی دور کرنے کی کوشش کی اور قادیان میں اپنی اس کوشش میں وہ بہت حد تک کامیاب ہو گئے۔ اب اس سبق کو وہ نوجوانوں کے ذہن نشین کرنے کی کوشش کریں۔ کہ وہ بیوت الذکر کے ساتھ تعلق رکھیں۔ ذکر الٰہی کی عادت ڈالیں اور اللہ تعالیٰ کی محبت اپنے دلوں میں پیدا کریں۔ اس کے بعد انہیں خود بخود نظر آجائے گا کہ نوجوانوں کے اخلاق کی بہت کچھ اصلاح ہو گئی ہے اب تو بعض دفعہ انہیں نوجوانوں میں بلاوجہ جوش نظر آجاتا ہے۔ بعض دفعہ ان میں پاگل پن کی سی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ بعض دفعہ وہ گالی گلوچ پر اتر آتے ہیں۔ اسی طرح وہ بعض دفعہ اور ابتلاؤں میں پڑ جاتے ہیں۔ لیکن اگر وہ ان امور کی طرف توجہ کریں گے اور نوجوانوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کریں گے تو یہ نقائص اور عیوب خود بخود کم ہوتے چلے جائیں گے۔ کیونکہ جہاں خدا تعالیٰ کی محبت آجاتی ہے شیطان وہاں سے پرے بھاگا کرتا ہے۔ وہاں آیا نہیں کرتا۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱ ستمبر ۱۹۴۲ء)

ارشادات سیدنا حضرت فضل عمر —— (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے)

کمیونزم

تعجب ہے کہ کمیونسٹ نظام چھ گھنٹے فیکٹریوں میں کام کر کے سینما اور ناچ گھروں میں جانے والوں اور شراب میں مست رہنے والوں کو کام کرنے والا قرار دیتا ہے۔ وہ فوٹوگرافی اور میوزک کو کام قرار دیتا ہے مگر روح کی درستی اور اخلاق کی اصلاح کو کوئی کام قرار نہیں دیتا۔ پچھلے دنوں مارشل مالی نووسکائی MALINOVSKY سے کسی نے پوچھا کہ آپ کے لڑکے کس کام میں دلچسپی لیتے ہیں تو اس نے ہنستے ہوئے کہا کہ

وہ فوٹوگرافی، موسیقی اور خرگوش پالنے میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ گویا کمیونسٹ نظام میں ایک ۱۵ سال کا بچہ جو فوٹوگرافی میں اپنے وقت کو گذار سکتا ہے جو میوزک میں دن رات مشغول رہتا ہے جو خرگوشوں کو پال پال کر ان کے پیچھے بھاگتا پھرتا ہے۔ وہ تو کام کرنے والا ہے اور اس بات کا مستحق ہے کہ اسے روٹی دی جائے لیکن (خدا کے فرستادہ اور ولی) یہ اگر خدا کے نام کو پھیلاتے ہیں تو وہ جاہل کہتے ہیں کہ یہ (اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ رکھے) پیراسائٹس (PARASITES) ہیں یہ سوسائٹی کو ہلاک کرنے والے جراثیم ہیں۔ یہ اس قابل نہیں کہ ان کو کام کرنے والا قرار دیا جائے۔ حالانکہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے دن کو بھی کام کیا اور رات کو بھی کام کیا۔ انہوں نے دن کو دن نہیں سمجھا اور راتوں کو رات نہیں سمجھا تعیش کو انہوں نے اپنے اوپر حرام کر لیا اور اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے بنی نوع انسان کی علمی اور اخلاقی اور روحانی اصلاح کے لئے کام کیا۔ مگر یہ لوگ ان کے نزدیک نکمے اور قوم پر بار ہیں۔ سینما میں اپنے رات اور دن بسر کرنے والے تو کام کرنے والے ہیں اور یہ لوگ جو دن کو بنی نوع انسان کی اصلاح کا کام کرتے اور راتوں کو اٹھ اٹھ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے یہ کوئی کام کرنے والے نہیں تھے۔ وہ لوگ جو مظلوموں کی مدد کیا کرتے تھے۔ جو اخلاق کو درست کیا کرتے تھے جو ہر قسم کی تکالیف برداشت کر کے دنیا میں نیکی پھیلاتے اور بدی کو مٹاتے تھے وہ نکمے تھے اور یہ سینما میں جانے والے اور شرابیں پی پی کر ناچنے والے اور بانسریاں منہ کو لگا کر پیں پیں کرنے والے، کام کرنے والے ہیں۔ غرض جہاں تک واقعات کا سوال ہے کمیونسٹ نظام میں ان لوگوں کی کوئی جگہ نہیں میں دوسری دنیا کو نہیں جانتا مگر میں اپنے متعلق کہہ سکتا ہوں کہ وہ نظام جس میں (۔۔۔) کی جگہ

باقی صفحہ ۵ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پروفیسر میاں محمد افضل

میرے تاثرات

تقریباً نصف صدی کے بعد آج پھر اس گاڑی میں بیٹھا تھا جو رینگتی ہوئی پاکستان کی سرحد سے باہر جا رہی تھی واہگہ کا "کبھی غیر معروف مگر آج ایک اہم" سٹیشن آن پہنچا۔ ہم وقتی طور پر پاکستان کو خیر باد کہہ رہے تھے۔ واہگہ سے انجن نے ایک فراٹا بھرا اور ہم ایک لمبی خاردار تار کے بیچوں بیچ گذر رہے تھے۔ لیجئے بھارت کی سرحد شروع ہو گئی۔

گاڑی کھچا کھچ ان زائرین سے بھری تھی جن کی آنکھوں میں ایک عجیب چمک تھی۔ جن کے دل ایک جذبے سے سرشار تھے۔ جن کے ہونٹوں پر دعائیں مچل رہی تھیں۔ دل دھڑک رہے تھے کہ منزل قریب آ رہی ہے۔ لیکن کوچۂ یار میں پہنچنا کوئی اتنا آسان تو نہیں۔ راستے میں "دو چار بڑے سخت مقام آتے ہیں" اور وہ آئے پہلا مرحلہ اٹاری ریلوے سٹیشن پر ایک لمبی لائن میں کھڑے ہونے کا تھا۔ مجھے تو پورے دو گھنٹے کھڑا ہونا پڑا تب جا کر پاسپورٹ پہ بھارت میں داخلہ کی مہر لگ سکی۔ اٹاری سے جماعت نے بسوں کا انتظام کیا تھا۔ لیکن اگرچہ گاڑی میں صبح کے ۹ بجے بیٹھے اور وہ دو بجے روانہ ہو کر پونے تین بجے اٹاری پہنچ گئی لیکن مختلف مراحل سے گذرتے ہوئے اب رات کا گھٹا ٹوپ اندھیرا ہر طرف چھا چکا تھا۔ اٹاری کے کچے۔ کیچڑ سے لت پت بازار میں بسیں آ اور جا رہی تھیں۔ ایک بس آتی تو سامان چڑھانے کی تگ و دو شروع ہو جاتی۔ سامان پہلے یا سواری پہلے بھی ایک مسئلہ تھا۔ میں نے سواری پہلے کے حل کو ترجیح دی۔ بیگم ایک بس میں سوار ہو گئی۔ میں سامان کے چکر میں رہا اور بس چل دی۔ اب سامان کو سپردِ مزدور کروں اور بیوی کی تلاش کروں یا چپ سادھ لوں اور کھڑا رہوں۔ آخری حربہ ہی بہتر معلوم ہوا اور کارگر رہا یہ جماعتی انتظام کی برکت تھی کہ ان چھوٹے چھوٹے "حادثات" کے باوجود زیادہ تردد نہ ہوا کیونکہ اکیس ۲۱ کی اکیس بسوں کی منزل ایک ہی تھی۔ سامان لد گیا۔ مسافر اطمینان سے بیٹھ گئے تو قافلہ روانہ ہوا۔ رات کی تاریکی میں ۴۴ سال بعد پھر ایک بار ان سڑکوں پر سے گذر رہے تھے جو اب پرائی ہو چکی تھیں۔ اندھیرے میں نہ سڑک نظر آئی نہ ارد گرد کا جائزہ ممکن تھا مگر یہ احساس ضرور ہوا کہ بس امرتسر کے پاس سے گذرتی ہوئی ویرکا اور بٹالہ میں سے ہوتی ہوئی آخر اس محبوب بستی میں آن پہنچی جہاں کے منارہ بیضاء سے نکلتا ہوا نور اب ساری دنیا میں پھیل چکا ہے۔

آج اس کی روشنی تاریک ترین براعظموں اور دور افتادہ گمنام بستیوں تک پہنچ چکی ہے۔ ہر دل عقیدت مند تھا۔ ہر زبان حمد و ثناء کا ورد کر رہی تھی۔ اس سرزمین پہ قدم رکھتے ہوئے ایک ایسی خوشی۔ ایک ایسی تسکین ایک ایسی راحت محسوس ہو رہی تھی جس کا مزہ کچھ اور ہی تھا۔ اب ایک اور مرحلہ آن پہنچا یعنی رہائش گاہوں کی تلاش کا۔ اس چھوٹی سی بستی نے جس کا ۳۱۳ افراد نے قلعہ بند ہو کر تحفظ کیا اور آج جن کی تعداد تین ہزار تک پہنچ چکی ہے۔ ان محبت سے سرشار مکینوں نے۔ ان محترم اور قربانی کرنے والے درویشوں نے۔ اپنی آغوش محبت وا کر دی۔ خود کونوں میں دبک گئے اور مکان مہمانوں کے سپرد کر دیئے۔ مگر پھر بھی تقریباً پچیس ہزار مہمانوں کو جگہ دینا کوئی آسان کام نہ تھا۔ ہر کمرہ مہمانوں سے بھرا ہوا۔ ہر برآمدے کے آگے پردے تان دیئے گئے۔ جہاں بھی تھوڑی سی خالی جگہ ملی خیمے نصب کر دیئے گئے۔ پھر دفتروں کی باری آئی۔ وہ بھی مہمانوں کے سپرد ہو گئے۔ گھاس پھونس کی جھونپڑیاں بنا دی گئیں۔ اور ان جھونپڑی نما بیرکوں نے، جن کا ڈھانچہ درختوں کی شاخوں سے بنا اور جنہیں اوپر نیچے سے پرالی سے ڈھانپ دیا گیا، بہت سے مہمانوں کی مہمان نوازی کی۔ اور ان خوش قسمتوں میں میں بھی شامل تھا۔ اور دوہری خوش قسمتی یہ کہ یہ بہشتی مقبرے کے احاطے میں بنائی گئیں۔ مر کے نہ جانے بہشتی مقبرے جانا نصیب ہوتا ہے یا نہیں مگر ہم تو جیتے جی بہشتی مقبرے میں پہنچ گئے۔ بیرک کی نہ کوئی کھڑکی تھی نہ روزن بلکہ دروازے کی قید سے بھی آزاد۔ ایک دروازہ نما بڑا سا شگاف تھا اور اس کے بالکل ساتھ میں نے بھی اپنا بستر بچھا لیا۔ رات سردی کی یلغار ہوتی۔ صبح باد نسیم کی بجائے کہر اور دھند حملہ آور ہوتی اور بلا روک ٹوک دندناتی ہوئی اندر داخل ہو جاتی۔ بستر بھیگ جاتا۔ مگر نہ نیند میں خلل واقع ہوا نہ سردی کی شکایت زبان پر آئی۔ نہ بھیگے ہوئے بستر کا گلہ کیا۔ نہ فلو سے پالا پڑا نہ کھانسی نے تنگ کیا، صبح چلچلاتی سردی میں لوٹے کی تلاش شروع ہو جاتی۔ کبھی تو قسمت یاوری کرتی اور فوراً اس سے ملاقات ہو جاتی اور کبھی انتظار کی گھڑیاں لمبی ہو جاتیں، بہرحال یہ ضروری مرحلہ بھی اکثر آسان ہو گیا۔

لیکن یہ تو بڑی ہی معمولی باتیں ہیں۔ آج وہ زمینِ قادیاں جو محترم ہوئی اور ہجومِ خلق سے بھرپور تھی عجب نظارے پیش کر رہی تھی۔ یہ شہر ایک انوکھا شہر تھا۔ جس میں صبح کے ساڑھے تین چار بجے سب بیرکوں۔ خیموں۔ برآمدوں۔ کمین گاہوں میں بیداری کی لہر دوڑ جاتی۔ ہر آنکھ وا ہو جاتی۔ ہر لب پہ دعائیں ہوتیں۔ ایک بھاگ دوڑ شروع ہو جاتی۔ ہر قدم..... تیز تیز..... بیت اقصیٰ کی طرف اٹھتا۔ قطاریں بندھ جاتیں۔ مگر ان لمبی قطاروں میں کھڑے ہوئے لوگ نہایت نظم و ضبط سے اپنا کارڈ دکھلاتے ہوئے گیٹ میں سے داخل ہوتے جاتے۔ آگے چھوٹی۔ تنگ مگر روشن گلیاں تھیں۔ وہی گلیاں جہاں اس مقدس وجود اس محبوب ہستی۔ اس پیارے (حضرت بانی سلسلہ) کے قدم پڑے تھے۔ آج پھر اس شمع کے پروانوں کو اس دیارِ محبوب کے دیوانوں کو انہی نقش ہائے قدم پہ چلنے کی سعادت نصیب ہو رہی تھی۔ یہ کتنی بڑی خوش بختی تھی۔ کتنی خوش نصیبی تھی۔ بیت کے وسیع و عریض برآمدے اور صحن دیکھتے دیکھتے بھر جاتے۔ ابھی فجر کی نماز کا وقت تو نہیں۔ یہ تو باجماعت تہجد ادا کی جا رہی ہے۔ لب پہ دعائیں۔ آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی۔ ہچکیاں بندھی ہوئی۔ اللہ یہ تیرے محبوب بندے تیرے در پہ حاضر ہیں۔ اے غفور ہمیں معاف فرما۔ اے ستار ہماری چشم پوشی فرما۔ اے رحیم ہم پہ رحم فرما۔ دل ہلکے ہوئے۔ گناہ گویا دھل گئے۔ اللہ کے ذکر نے اطمینان قلب دے دیا۔ ایک سکون۔ ایک تسکین۔ دھلی دھلائی آنکھیں اب مشتاقانہ ایک جانب بار بار اٹھ رہی ہیں کیونکہ ایک دل نواز ہستی۔ ایک دلفریب تبسم کے ساتھ محفل کو روشن کرنے والی ہے۔ ایک ہلچل ہوئی۔ ایک اضطراب۔ ایک بیقراری۔ مگر اپنی جگہ سے اٹھنے کی اجازت نہیں۔ وہ پیارا وجود تیز تیز قدم اٹھاتا آن پہنچا۔ ایک سفید عمامہ۔ ایک متبسم چہرہ۔ لہراتا ہوا ہاتھ اور سلام کہتے ہوئے لب۔ کتنی طمانیت ملتی ہے اس وجود کی قربت سے۔ اور پھر جب سوز میں ڈوبی ہوئی مسحور کن آواز میں قرآن کریم کی تلاوت ہوتی ہے تو مقتدی ایک اور ہی عالم میں پہنچ جاتے ہیں۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ ایک نئی زمین ہے اور نیا آسمان۔ آسمان سے انوار کی بارش ہو رہی ہے۔ اللہ میاں قریب آ گئے۔ دعاؤں کی قبولیت کی گھڑی آن پہنچی۔ ایک کیف آور وجد ملا۔ ایک سرور ایک انبساط۔ قرأت میں وہ سوز دعاؤں میں وہ زاری کہ ہر طرف آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔ سب بند ٹوٹ گئے۔ بیقرار روحیں بلبلا اٹھیں۔ عرشِ معلیٰ بھی ہل گیا اور پھر ایک طمانیت بخش خاموشی۔ ایک سکون۔ ایک تسکین۔ جیسے جو چاہا مل گیا۔ نماز ختم ہوئی۔ پھر ایک ہلچل۔ پھر لہراتی ہوئی سفید پگڑی۔ متبسم لب اور سلامتی نچھاور کرتے ہوئے ہاتھ اور حضرت امام تیز تیز قدم اٹھاتے کسی دوسرے اہم فریضہ کی ادائیگی کے لئے جا رہے ہیں۔

اس جلسہ سالانہ کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ اب کی بار یہ شمع تھی جو پروانوں کو بار بار قربت کا موقعہ دے رہی تھی بلکہ خود چل کر ان کے پاس پہنچ رہی تھی۔ اور وہ یوں کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائش گاہ سے پیدل نماز کے لئے جاتے۔ ہر صبح بہشتی مقبرہ پیدل تشریف لے جاتے۔ جلسہ گاہ پیدل جاتے۔ چال میں ایک ٹھہراؤ اور وہ برق رفتاری جو جلد بڑھنے کی غمازی کرتی۔ حضور تیز قدم چل رہے ہوتے۔ خدام کا ایک لشکر تقریباً بھاگ رہا ہوتا۔ میں نے ایک ملٹری کے سپاہی کو دیکھا جو شائد حفاظت پہ مامور تھا، کہ وہ کچھ دور تک تو بھاگا اور پھر ہمت ہار بیٹھا۔ اور ایک طرف ہٹ گیا۔ حضور کے اس طرح پیدل آنے جانے سے۔ بہت سوں نے آپ کو قریب سے دیکھ لیا۔ کچھ محبت سے دیوانے سب قیود توڑ کر آگے بڑھ گئے اور مصافحہ کی سعادت حاصل کر گئے۔ اور کچھ ایسے بھی خوش نصیب تھے جنہیں حضور نے خود مخاطب کر لیا۔ گویا اذن مصافحہ بخش دیا۔ اور ایسی ہی خوش قسمتی میرے حصے ایک بار نہیں بلکہ دو بار آئی۔ مگر بہت سے احباب کے لئے یہ بھی خوش بختی تھی کہ آج تقریباً نصف صدی کے بعد اپنے پیارے امام کو بالکل قریب سے دیکھ رہے تھے۔ آنکھیں روشن تھیں۔ ماتھے دمک رہے تھے۔ دل شاداں تھے گویا ایک بہت بڑا انعام مل گیا۔ یہ تو اپنوں کی کیفیت تھی بیگانے بھی کچھ کم مسرور نہ تھے۔ ایک بار حضور گذر رہے تھے۔ میرے قریب ایک سردار صاحب کھڑے تھے۔ اشتیاقِ دید سے آگے بڑھے۔ حضور کے چہرے پہ نظر پڑی تو کھل اٹھے۔ اپنے مخصوص انداز میں کہا "واہ! آج تو کھلے درشن ہو گئے" اور میں نے دیکھا ان کے چہرے پر رونق آ گئی۔ وہ واقعی خوش نظر آتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تھے۔

یہ بجا کہ حضور کی آمد پہ احمدیوں نے قادیان کو دلہن کی طرح سجایا تھا۔ مگر دوسرے دن نے بھی استقبال میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی۔ بازار میں کئی بینر نظر آئے جن پہ لکھا تھا "حضرت مرزا طاہر احمد کو خوش آمدید" "اہالیان قادیان آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں" حضور نے خود ذکر فرمایا کہ کس طرح ایک چھوٹے سکھ بچے نے ایک عاجزانہ سلام سے آپ کی توجہ مبذول کرائی۔ آپ اس سکھ فیملی کے گھر تشریف لے گئے۔ انہوں نے دودھ سے تواضع کی۔ اور پھر یہ درخواست کی کہ حضور اب قادیان میں ہی رہیں۔ گویا غیر بھی متاثر تھے۔ انہوں نے بھی ایک کشش محسوس کی۔ ایک مقناطیسیت میں نے دیکھا کہ ہندو اور سکھ حضرات جوق در جوق جلسہ گاہ میں آئے۔ کارروائی سنتے رہے اور بعض نے بہت انہماک سے، جلسہ کے انعقاد میں بھی بھرپور تعاون کا مظاہرہ کیا۔ بعض نے اپنے مکانوں کے در مکانوں کیلئے وا کر دیئے اور اپنے آرام کو مہمانوں کی سہولت پہ قربان کر دیا۔

جی تو چاہتا ہے کہ لکھتا چلا جاؤں اس عدیم المثال جلسہ کے متعلق جو منفرد تھا اس لحاظ سے کہ تقریباً ۴۵ سال کے بعد حضرت امام جماعت کی شرکت ہوئی۔ پھر اس لئے کہ تقریباً نصف صدی کے بعد اہالیانِ پاکستان کو بھرپور شرکت کا موقعہ ملا۔ اور خصوصاً اس لئے کہ وہ پہلا صد سالہ جلسہ تھا۔ اور جیسا کہ حضور نے فرمایا کہ پہلا صد سالہ جلسہ احمدیت کی تاریخ میں ایک ہی بار آئے گا۔ سو اس عظیم جلسہ کے بے شمار ایمان افروز نظارے پیش کرنے کو جی چاہتا ہے۔ مگر تنگ دامنی کا احساس رکنے پہ مجبور کر رہا ہے۔ مگر رخصت چاہنے سے پہلے چاہوں گا کہ قارئین جلسہ گاہ کے اندر تو جھانک لیں۔

ایک خوبصورت سٹیج جس پر بہت سے بزرگ اپنی تمام نورانیت کے ساتھ جلوہ افروز ہیں۔ نیچے کرسیوں کی لمبی قطاریں جن پہ مختلف ممالک سے آنے والے زائرین کانوں پر ایئر فون لگائے چھ زبانوں میں ترجمہ شدہ تقاریر اپنی زبان میں بڑے انہماک سے سن رہے ہیں ان میں گورے بھی ہیں کالے بھی۔ یورپ کے بھی اور امریکہ کے بھی۔ افریقہ سے آنے والے بھی اور ایشیا کے دُور دراز کونوں سے کھچے ہوئے چلے آنے والے احباب بھی۔ اور پھر وہ معزز مہمان بھی تشریف فرما ہیں۔ جو جماعت سے تو متعلق نہیں مگر انہیں بھی کوئی کشش اس جگہ اسی چھوٹی سی بستی میں کھینچ لائی۔ وہی گمنام بستی جو آج مرجع خلائق ہے ہر طرف بینر ہی بینر نظر آتے ہیں۔ ان میں سے ایک اسیرانِ راہ مولا (جو قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں) کی جدائی کا احساس دلا رہا ہے۔ اور ان سب کے اوپر ہے سایہ فگن لوائے احمدیت جو ایک عجب شان سے لہرا رہا ہے سٹیج سے ایک محبوب پر جلال اور پرسوز آواز ابھرتی ہے اور دل کی گہرائیوں میں اترتی چلی جاتی ہے۔ ایک سحر، ایک جادو جو سب کو مسحور کئے ہوئے ہے۔ اور پیغام ہے محبت کا پیغام۔ آشتی اور امن کا پیغام یہ اُسی پیغام کی بازگشت ہے جو آج سے تقریباً سو سال قبل حضرت بانی سلسلہ نے سب مذاہب کے لوگوں کو دیا۔ آئیں ہم ان امور پہ متفق ہو جائیں جو ہم میں مشترک ہیں۔ آئیے انسانیت کے نام پر محبت اور آشتی کا راگ الاپیں۔ آئیے نفرتوں اور کدورتوں کو دفن کر دیں اور انسانیت کے رشتے میں منسلک ہو کر ایک دوسرے کے قریب ہو جائیں، فضا فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھتی ہے انسانیت زندہ باد۔ احمدیت زندہ باد۔ تقریر لمبی ہو جاتی ہے تو حضور دریافت کرتے ہیں "تھک تو نہیں گئے؟" لوگ پرجوش آواز میں اپنے ذوق و شوق کا اظہار کرتے ہیں۔ حضور سکھ میزبانوں سے مخاطب ہوتے ہیں اور وہ اور بھی پرجوش انداز میں اپنے اشتیاق کا اظہار کر کے پیغام کے دل کی گہرائیوں تک پہنچ جانے کی تصدیق کرتے ہیں۔ اس تقریر دل پذیر سے قبل ایک نظم پڑھی جاتی ہے۔ اس عظیم انسان کی نظم جسے بادلِ نخواستہ قادیان کو خیرباد کہنا پڑا۔ اور جو اس کی جدائی میں عمر بھر تڑپتا رہا۔ اس کی محبت میں بے قرار رہا۔ مضطرب رہا۔ سیماب سا رہا۔ مگر یہ حسرت دل میں ہی لئے اس دارِ فانی سے رخصت ہوا۔ کتنی حسرت تھی۔ کتنا پیار تھا اس شعر میں:

جب کبھی تم کو ملے موقعہ دعائے خاص کا
یاد کر لینا ہمیں اہلِ وفائے قادیاں

وہ جو اس عظیم وجود کو جانتے تھے۔ اس شعر سے تڑپ اٹھے۔ رو دئیے۔ بلبلائے۔ اس پیارے وجود کی یاد میں کئی آنکھیں پُرنم ہو گئیں۔ کئی چھلک پڑیں۔ ایک پیارے کی یاد۔ ایک پیاری یاد دل کی کیا حالت کر گئی۔ یہ تو وہی جانتے ہیں جن پہ یہ کیفیت بیت گئی۔ اور اب میں بھی کھو سا گیا ہوں ان پیاری سہانی یادوں میں۔ میرا قلم رک رہا ہے سو خدا حافظ۔

یاد رفتگان

مولانا شیخ مبارک احمد صاحب۔ امریکہ

شیخ رشید احمد صاحبؒ

خاکسار کے ہمشیر زاد اور داماد عزیز شیخ رشید احمد صاحب جو گزشتہ دو تین سال سے مختلف عوارض کی وجہ سے بیمار تھے۔ گزشتہ تین چار ماہ سے انتہائی پریشانی کی حالت میں عوارض کا مقابلہ کر رہے تھے۔ السر، گردوں کی تکلیف، دل کا عارضہ ایسے عوارض تھے۔ جو بالآخر جان لیوا ثابت ہوئے، اور گزشتہ جمعہ مورخہ ۳ جنوری ۹۲ء کو اپنے مولا حقیقی اور پیارے رب کے حضور حاضر ہو گئے۔ مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔ غم تو بہت ہے اور گہرا۔ ذات باری کی قضاء پر راضی ہیں۔ آخر ایک دن سب نے جانا ہے۔ اللہ تعالیٰ عزیز کے درجات بلند فرمائے۔ عزیز بہت مخلص، صالح اور جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والا تھا۔ لمبا عرصہ مشرقی افریقہ اور وسطی افریقہ میں ریلوے میں ہیلتھ انسپکٹر کے طور پہ متعین رہا۔ ہر کسی کی خدمت اور ان سے حسن معاملہ کے باعث بے حد ہر دلعزیز تھے۔ ان علاقوں کی آزادی کے بعد امریکہ چلے آئے۔ نیو آرلینز میں خاص جدوجہد اور شب و روز کی سعی سے جماعت قائم کی۔ مشن ہاؤس قائم کیا۔ جماعت اور بچوں کی دینی تعلیم و تربیت میں گہری دلچسپی لیتے رہے۔ اس جماعت کے شروع سے لے کر سالہا سال تک پریذیڈنٹ رہے۔ بہت خیر خواہ۔ مؤدب مہمان نواز تھے۔ حتی المقدور بنی نوع کی خدمت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ غیر از جماعت احباب میں خاص عزت سے دیکھے جاتے۔

خاکسار کی بڑی بیٹی ـــــ سے نیروبی میں ان کی شادی ہوئی۔ اور تیرہ سال بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے بیٹا عطا فرمایا۔ ایک ہی بیٹا ہے جو اس وقت وہاں میڈیکل کالج میں تعلیم حاصل کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے کرم خاص سے اسے اپنی والدہ کے لئے راحت اور سکون کا موجب بنائے۔ والد کی نیک باتوں کو اپنے نیک عمل سے قائم و دائم رکھے۔

بفضل خدا میرے عزیز کو اللہ تعالیٰ نے بہت اخلاص بخشا۔ امامت سے گہری وابستگی کا تعلق تھا۔ حضور ایدہ اللہ بھی ازراہِ کرم نوازی ادویہ اور دعاؤں سے نوازتے رہے۔ (اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے)

عزیز کے والد برادرم مکرم شیخ محمد علی صاحب اور ان کے بھائی اور ہم سب پسماندگان کے لئے بہت گہرا غم ہے۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ ہمارے اس غم و ہم کو اپنے فضل خاص سے دُور فرمائے اور اپنی جناب سے جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔

عزیز مُوصی تھے۔ اپنے چندوں میں بہت باقاعدہ تھے۔ لیکن بعض مجبوریوں کی بناء پر فی الحال تدفین نیو آرلینز میں ہو گئی ہے۔ ارد گرد کے احباب وقت پہ پہنچ گئے اور جنازہ میں شریک ہوئے۔ (اللہ انہیں اس کی بہترین جزا دے۔)

بقیہ: صـ۳ سے آگے

نہیں خدا کی قسم اس میں میری بھی جگہ نہیں۔ ہم اس ملک کو اپنا ملک اور اسی نظام کو اپنا نظام سمجھتے ہیں جس میں ان لوگوں کو پہلے جگہ ملے وہ ملک (---) کے لئے بند ہے تو یقیناً ہر بچے ( ) کے لئے بھی بند ہے۔ وہ حقیقت پر پردہ ڈال کر مذاہب سے عقیدت رکھنے والوں کو اس نظام کی طرف لا سکتے ہیں مگر حقیقت کو واضح کر کے کبھی نہیں لا سکتے۔ کمیونسٹ کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم کسی مذہب کے خلاف نہیں ہیں مگر جیسا کہ میں نے اوپر بتایا ہے کہ یہ بات درست نہیں وہ لفظاً خلاف نہیں لیکن عملاً خلاف ہیں اور جب کہ حالات یہ بتا رہے ہیں کہ وہ مذہب کی کوئی حیثیت تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں تو یہ کہنا کہ ہم مذہب کے خلاف نہیں ہیں جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے۔

شعبہ امداد طلبہ کے لئے عطیات کی اپیل

شعبہ امداد طلبہ مستحق، نادار اور یتیم طلبہ کی امداد کے لئے صدر انجمن احمدیہ میں مشروط بآمد کے طور پر ہے اس کے اخراجات، عطیات اور صدقات کے ذریعہ پورے کئے جاتے ہیں۔

شعبہ امدادِ طلبہ مخیّر احباب کی اعانت کا محتاج ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اس کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لینے کی توفیق عطا فرمادے۔

عطیات اور صدقات کی رقوم اس وضاحت کے ساتھ کہ یہ رقم عطیہ یا صدقہ برائے امداد طلبہ ہے۔ براہِ راست بنام نگران امداد طلبہ یا خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بمد امداد طلبہ بھجوا کر ممنون فرماویں۔

(نظارت تعلیم)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات، واقعات، شخصیات ـــــ نون ۔ سین

پریسلر کا مؤقف

امریکی سینیٹر پریسلر نے کہا ہے کہ پاکستان اپنے جوہری اسلحہ کو تباہ کرے۔ لیکن یہ بھی پتہ چلا ہے کہ پریسلر نے بھارت اور پاکستان میں جن خیالات کا اظہار کیا ہے۔ وہ امریکی حکومت کے ایماء پر نہیں کیا گیا۔ بلکہ یہ ان کے ذاتی خیالات ہیں۔ اور کسی ایک سینیٹر کے ذاتی خیالات کو دو ملکوں کے آپس کے تعلقات کے سلسلے میں کوئی اہمیت حاصل نہیں ہو سکتی۔ اگرچہ تجزیہ نگار اس خیال کا بھی اظہار کر رہے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ جو کچھ پریسلر نے کہا ہے وہ صدر جارج بش کے اشارے پر کہا گیا ہو۔ اگر ایسا ہے تو اس کے خطرناک نتائج کی طرف نگاہ رکھنا نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ صدر بش کے ایماء پر ایسی باتیں کہی جانے کا مطلب یہ ہے کہ کسی وقت بھی خطرے کی گھنٹی بج سکتی ہے۔

پریسلر نے یہ بھی کہا کہ جو ممالک جوہری اسلحہ کی تیاری میں مصروف ہیں ان کی امداد آئندہ چند سالوں میں قطعی طور پر بند کر دی جائے گی۔ پریسلر نے وزیر خزانہ سرتاج عزیز سے بھی ملاقات کی اور ان کا کہنا ہے کہ سرتاج عزیز نے پاکستان کے مؤقف کو پوری طرح واضح کرنے کی کوشش کی۔ پریسلر نے پاکستانی حکام سے ملاقات کے دوران ان کی توجہ اس بات کی طرف دلائی کہ انہیں کوشش کرنی چاہئیے کہ جوہری پروگرام کو آگے بڑھنے سے روکا جائے۔ اور یہی ایک ایسی بات ہے جس سے پاکستان کی امداد بحال کی جا سکتی ہے۔ انہوں نے پاکستانی حکام کو یقین دلایا کہ امریکہ پاکستان اور ہندوستان کے ساتھ دوستانہ تعلقات چاہتا ہے۔ انہوں نے پاکستان کے لئے بعض تعریفی جملے بھی کہے لیکن بہر حال ان کی تمام ملاقاتوں سے یہ تاثر ملتا ہے کہ وہ کوئی دھمکی آمیز پیغام لے کر آئے تھے۔ یہ پیغام کس کی طرف منسوب کیا جا سکتا ہے۔ یہ واضح طور پر کہنا ممکن نہیں ہے۔

امدادی رقوم

سعودی عرب اور خلیج کی دیگر ریاستوں نے فیصلہ کیا ہے کہ جو امداد پہلے سوویت یونین کو دی جایا کرتی تھی اب وسطی ایشیا کی اسلامی ریپبلکس کو دی جائے گی۔ سعودی حکام نے واشنگٹن میں کہا کہ یہ فیصلہ سوویت یونین کے ٹوٹ پھوٹ جانے کے بعد لازمی ہو گیا ہے۔ جنوری کے آخری ہفتے میں واشنگٹن میں ساٹھ وزرائے خارجہ اور عالمی مالیاتی تنظیموں کے سربراہ مل کر اس بات کا فیصلہ کریں گے کہ سوویت یونین کے ٹوٹنے کے بعد دولت مشترکہ کی ریاستوں کو کس طرح امداد دی جائے۔ سعودی عرب اور خلیج کی چھ ریاستوں کو واشنگٹن میں ہونے والی کانفرنس میں شرکت کے لئے بلایا ہے۔ چونکہ امریکہ کا اپنا بجٹ اس وقت مشکلات میں ہے اس لئے وہ چاہتے ہیں کہ دنیا کے امیر ممالک روس کی مدد کے لئے آگے آئیں۔ اور امیر ممالک سے زیادہ تر مراد سعودی عرب اور خلیج کی ریاستیں ہیں۔ سعودی عرب کے ایک ذریعے سے پتہ چلا ہے کہ جہاں تک سعودی عرب اور خلیج کی ریاستوں کی طرف سے دی جانے والی امداد کا تعلق ہے وہ زیادہ تر وسطی ایشیا، کی ان چھ ریاستوں کے لئے ہے جو اسلامی ہیں۔ قازقستان کی طرف یورپ کے ممالک کی سب سے زیادہ توجہ ہے وہ اس لئے کہ جہاں تک جوہری اسلحہ کا تعلق ہے۔ سب سے زیادہ اسی ریاست کے پاس موجود ہے۔

سعودی عرب نے گذشتہ سال سوویت یونین کو ۱۶۵ ارب ڈالر دینے کا وعدہ کیا تھا۔ اس میں سے خاصا حصہ ان کے انعام کے طور پر تھا اور انعام اس بات کا کہ انہوں نے خلیج کی جنگ میں سعودی عرب کی حمایت کی تھی خلیج کی دیگر ریاستوں نے بھی ۱۶۵ ارب ڈالر کا وعدہ کیا تھا۔ اور اس کا زیادہ حصہ کویت کے ذمہ لگا تھا۔ لیکن اس ساری رقم میں سے سوویت یونین کو اس کے ٹوٹنے سے پہلے کچھ بھی نہیں مل سکا تھا۔

کویتی پریس

کویت میں گذشتہ ۵ سال سے اخبارات پر سنسر لگا ہوا تھا۔ لیکن اب کویتی حکام نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ سنسر اٹھا لیا جائے۔ دراصل حزب اختلاف کا یہ ایک کلیدی مطالبہ تھا جسے حکومت نے تسلیم کر لیا ہے۔ یہ فیصلہ وزیر اطلاعات بدر جسیم الیعقوب نے کیا ہے۔ اس سے پہلے ۱۹۸۶ء میں ایک وزارتی حکم کے ماتحت ہر قسم کی مطبوعات پر جن کا تعلق رسائل وجرائد سے تھا سنسر لگایا گیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ سارے مشرق وسطیٰ میں عام طور پر کویت کا پریس سب سے زیادہ آزاد ہے۔ لیکن جب ۱۹۸۶ء میں پارلیمنٹ کو برطرف کیا گیا۔ تو اس بات کی ضرورت محسوس کی گئی کہ اخبارات پر سنسر لگا دیا جائے۔ کیونکہ اخبارات کے ذریعے مظاہرے زور پکڑ رہے تھے۔

فلسطینی پر مقدمہ

یونان کی ایک عدالت نے جس کی پشت پناہی امریکی قانون کرتا ہے۔ گذشتہ روز ایک جاپانی طالب علم کی ہلاکت کا فیصلہ سناتے ہوئے فلسطینی محمد راشد کو ۱۸ سال قید کی سزا سنائی۔ یہ جاپانی طالب علم ایک امریکی جمبو جیٹ کی تباہی میں آج سے دس سال قبل ہلاک ہوا تھا۔ عدالت کے تین جج تھے۔ فیصلہ دو۔ ایک ووٹ سے ہوا۔ محمد راشد پر یہ بھی الزام ہے کہ اس نے ایک اور بم پھینک کر ایک علاقے میں ۱۵ اشخاص کو زخمی کر دیا تھا فیصلہ سنائے جانے کے بعد محمد راشد نے کہا کہ یہ سیاسی فیصلہ ہے اور اس کا مقصد فلسطینیوں کو بدنام کرنا ہے۔ مجھے تو یونہی پکڑ کر اس حادثے میں ملوث کر دیا گیا ہے۔ اور ایسا یقیناً امریکہ کے ایماء پر کیا گیا ہے اس کے وکلاء نے اعلان کیا کہ وہ اس فیصلے کے خلاف اپیل کریں گے۔ جہاں تک اس مقدمے کا تعلق ہے کہتے ہیں کہ دس سال تک مجرم کی تلاش جاری رہی اور دو سال ہوئے محمد راشد کو حراست میں لے کر اس پر مقدمہ چلایا گیا۔ دراصل یونان یہ ثابت کرنا چاہتا ہے

باقی صک پر

تعارف ـــــ

تاریخ احمدیت بطرز سوال وجواب

صد سالہ تاریخ احمدیت بطرز سوال و جواب یکے از مطبوعات شعبہ اشاعت لجنہ اماء اللہ کراچی بسلسلہ صد سالہ جشن تشکر۔ ۴۷۳ صفحات اور ۲۲۹۸ سوالات کے جوابات پر مشتمل تاریخ احمدیت پیش نظر ہے اس نسخے پیش لفظ کے طور پر سلیمہ میر صاحبہ، صدر لجنہ اماء اللہ ضلع کراچی لکھتی ہیں۔

"اللہ تبارک و تعالیٰ کا صد ہزار شکر ہے کہ اس نے لجنہ اماء اللہ ضلع کراچی کو صد سالہ جشن تشکر کے موقعہ پر صد سالہ تاریخ سلسلہ عالیہ احمدیہ بطرز سوال وجواب مرتب کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ ہماری تاریخ ایک خزانہ ہے جس میں آبار سے کارہائے نمایاں محفوظ ہیں۔ یہ خزائن آئندہ نسلوں کو مقابلے اور محاسبے کے احساس سے متمتع کرتے ہوئے اپنی مساعی کو بلند تر وسیع تر اور تیز تر کرنے کا حوصلہ دیں گے۔ نیز مختصر وقت میں جماعت کی تدریجی ترقی کا جائزہ ازدیاد علم و ایمان کا باعث ہو گا۔ (اللہ نے چاہا تو)

لجنہ کراچی محترم سید عبدالحی شاہ صاحب ناظر شعبہ اشاعت پاکستان کی ممنون ہے۔ جنہوں نے اس کتاب کی اصلاح کے بعد اشاعت کی اجازت مرحمت فرمائی۔ ہمیں فخر ہے کہ ہماری درخواست پر ہماری غیر ماہرانہ سی کاوش کی محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت نے اصلاح کی اور مفید۔ اس طرح کتاب کی توقیر بڑھا دی۔ ان کے مرسلہ مکتوب میں (حضرت فضل عمر خدا آپ سے راضی ہو) کا ارشاد گرامی باعث مسرت ہوا۔

"بعض کتابیں سوال وجواب کے رنگ میں لکھی جائیں تا جماعت کا ہر شخص ذہن نشین کر لے۔" (انقلاب حقیقی)

ہماری دعا ہے کہ یہ کتاب حضرت فضل عمر (خدا آپ سے راضی ہو) کے منشائے مبارک پر پوری اترے۔ تاریخ سے واقفیت کی اہمیت کے متعلق آپ فرماتے ہیں۔

"کہ جب کل کا مسلمان تاریخ کے آئینے میں یہ دیکھتا ہے کہ اس کے باپ اور ماں ہمالیہ سے بھی اونچے قدوں والے تھے۔ آسمان بھی ان کے دبدبہ سے کانپتا تھا۔ تو بہادر اور ہمت والا انسان اس آئینہ کو اٹھاتا ہے۔ اور اس آئینے میں اپنی شکل دیکھ کر اپنے مستقبل کا فیصلہ کرتا ہے۔ ہاں میرے آباؤ اجداد اگر چٹان تھے تو میں بھی چٹان بن کر رہوں گا اگر طوفان تھے تو میں ان سے بھی اونچا طوفان بنوں گا۔ وہ اگر سمندر کی لہروں کی طرح اٹھتے تھے تو میں ان سے بھی اونچا اٹھوں گا۔"

(الازہار لذوات الخمار)

خدا کرے قارئین تاریخ کے مطالعہ سے جوش وجذبہ اور ولولہ تازہ سے احمدیت کی سربلندی اور اشاعت پر کمر بستہ ہوتے رہیں (اے خدا تو ایسا ہی کر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کتاب کی اشاعت میں محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ کراچی نے جماعت کراچی کی طرف سے مخیرانہ مالی معاونت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ انہیں بہتر جزاء عطا فرمائے

خدا کرے سب ممد و معاون خواتین وحضرات اللہ تعالیٰ کی رضا کی جنتوں کے وارث بن جائیں۔"

عرض حال کے طور پر امۃ الباری ناصر صاحبہ کہتی ہیں۔

"اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی توفیق سے صد سالہ تاریخ احمدیت آپ کے ہاتھوں میں موجود ہے۔ ہم ان مقدس قافلہ سالاروں کو سلام پیش کرتے ہیں جن کی ولولہ انگیز قیادت میں جماعت نے دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کی۔ کامیابیوں کا گراف یہ ثابت کرتا ہے کہ ہماری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں۔

ہم گئی صدی کے لوگ نئی صدی کی محراب سے گذرتے ہوئے یہ ورثہ نئی نسل میں منتقل کرتے ہیں۔ اس امید اور دعا کے ساتھ کہ وہ یہ بار امانت ہم سے بہتر طریق پر اٹھائیں گے قرآن پاک نے قوموں میں روح تازہ بھرنے کے لئے عروج و زوال کے اسباب وعوامل بار بار بیان فرمائے ہیں تاکہ ہر زمان و مکان کا انسان نصیحت پکڑے۔ تاریخ کا مطالعہ کرنا اور اسے دہراتے رہنا انفرادی اور قومی سطح پر حیات تازہ کا باعث بنتا ہے۔

جماعت کی تاریخ بطرز سوال و جواب لکھنے کی تجویز محترمہ بشریٰ داؤد صاحبہ نے پیش کی اور اس کار خیر میں زیادہ سے زیادہ ممبرات کو شریک کرنے کے لئے دس دس سال کا عرصہ ایک ایک قیادت کے سپرد کر دیا۔

محترمہ امۃ الرفیق پاشا صاحبہ۔ محترمہ امۃ الشکور امجد بیگ صاحبہ۔ محترمہ شاہانہ وقار صاحبہ۔ محترمہ فرحت سمیع صاحبہ۔ محترمہ ناصرہ ہارون صاحبہ۔ محترمہ طاہرہ جبیں اشرف ناصر صاحبہ۔ محترمہ بیگم مقبول سلیم صاحبہ، محترمہ انیسہ محمود صاحبہ، محترمہ نزہت آرا حفیظ صاحبہ محترمہ فوزیہ منان صاحبہ۔ محترمہ امینہ علوی صاحبہ۔ محترمہ سلیم مبارک بٹ صاحبہ۔ محترمہ بشریٰ احمید صاحبہ۔ محترمہ مبارک حمید صاحبہ اور خاکسار نے سوالات و جوابات مرتب کرنے کا کام کیا۔

ان سب کے تیار کردہ مواد پر نظر ثانی، انداز میں یک رنگی اور حوالوں کی صحت کا جائزہ لینے کی سعادت بھی خاکسار کو حاصل ہوئی۔

اصلاح کے بعد سوالات و جوابات کو خوشخط لکھنے اور کتابت کے بعد عرق ریزی سے پروف ریڈنگ کرنا ڈاکٹر ناہید منصور صاحبہ کے نصیب میں رہا۔ میں خاص طور پر عزیزہ امۃ الشکور امجد بیگ صاحبہ کی شکر گزار ہوں۔ جن کی خصوصی معاونت سے ہر مرحلے پر تقویت ملتی رہی۔ آخری مراحل میں قریشی محمد احمد صاحب کی معاونت اور خصوصی رہنمائی سے کتاب کی صحت کا معیار بہتر ہوا۔ شعبہ اشاعت کی باقی کتب کی طرح طباعت کے جملہ مراحل محترم داؤد احمد قریشی صاحب کی مخلصانہ کاوشوں سے طے ہوئے۔

قطرے سے گہر ہونے کی یہ داستان اظہار تشکر اور درخواست دعا کے لئے پبلش کی گئی ہے۔ ان مذکورہ معاونین کے علاوہ جن کی کتب سے استفادہ کیا گیا اور جن کی دعائیں شامل حال رہیں۔ سب کے لئے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے کہ اے باری تعالیٰ ہماری حقیر کوششیں تیری خوشنودی حاصل کر سکیں۔ اور تیرے پیار کی نگاہیں ہم پر اور ہماری نسلوں پر سدا رحمت بار رہیں۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔"

کتاب کی کتابت خوبصورت کاغذ سفید اور جلد مضبوط ہے۔ کتاب کی ترتیب و تدوین میں جس جس نے بھی جتنا جتنا حصہ لیا۔ اللہ تعالیٰ اس کو جزائے خیر عطا کرے۔ اور اس کی اس خدمت کو قبول فرماتے ہوئے مزید خدمات دینیہ کی توفیق عطا فرمائے۔ (ن۔ س)

بقیہ صفحہ ۱ سے آگے

بناء پر حقوق کو غصب کر لیا جاتا ہے ایک تو یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے حقوق کو پہچانا ہی نہیں، کسی انسان یا کسی جماعت یا کسی گروہ یا کسی ملک یا کسی خطۂ ارض میں۔ چونکہ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ حقوق کو پہچانا ہی نہیں۔ اور پھر ان کی حق تلفی میں، حقوق کی ادائیگی میں جان بوجھ کر بھی غفلت ہوئی کیونکہ خوف کوئی نہیں تھا۔ اور غفلت ہو جاتی ہے بے خیالی میں بھی، سستی میں بھی، بیدار مغزی نہ ہونے کی وجہ سے بھی، یاد دہانیوں کے فقدان کی وجہ سے بھی، کسی ایسے نظام کے نہ ہونے کی وجہ سے بھی جو (اور یاد دلاتا رہ کیونکہ یاد دلانا (اہل ایمان) کو نفع بخشا کرتا ہے) کے تحت قائم ہو۔ جب بتایا جائے تو سمجھنے والے بھی ہوں اور جب سمجھنے والے ہوں تو بتانے والے بھی ہوں۔ دونوں چیزیں اس میں ہمارے سامنے رکھیں۔ اگر حق تلف ہو جائے تو اس حق تلفی کے نتیجے میں جو فساد پیدا ہوا ہے اسے دور کیسے کیا جا سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ باہم گفت و شنید کے ذریعے سے دور کرنے کی کوشش کی جائے۔ اقوام عالم ہر جوڑیں اور حقوق کی ادائیگی کا سامان پیدا کر کے فساد کو دور کرنے کی کوشش کریں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶ اپریل ۱۹۸۲ء)

بقیہ: صفحہ ۶ سے آگے

کہ وہ تشدد آمیز کارروائیوں کی مخالفت کرتا ہے۔ اور ایسے ثبوت پیش کر کے وہ اپنے آپ کو امریکہ اور اس کے یورپی اتحادیوں کے زیادہ قریب لانا چاہتا ہے ۱۹۸۹ء میں قدامت پسند وزیر اعظم کنسٹنٹائن مٹسوٹاکس MITSOTAKIS کے ایک داماد جو پارلیمان کے ممبر بھی تھے کو ایک یہودی نے قتل کر دیا تھا۔ اب امریکہ نے یونان سے یہ مطالبہ کیا ہے کہ وہ محمد راشد کو امریکہ کے حوالے کر دے لیکن وزیر اعظم موصوف نے اس بات کو مسترد کر دیا اور فیصلہ کیا کہ ایتھنز میں راشد پر مقدمہ چلایا جائے۔ انہیں اس بات کا بھی خوف تھا۔ کہ ان کے عرب ہمسائے ان سے سخت ناراض ہو جائیں گے۔ کہا جاتا ہے کہ محمد راشد کے مقدمے میں وہ شواہد استعمال کئے گئے ہیں جو امریکہ نے اکٹھے کئے تھے۔ جونہی جہاز تباہ ہو کر گرا یہ شواہد اکٹھے کرنے شروع کر دیئے گئے تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جس کمپنی کا یہ جہاز تھا اب وہ کمپنی موجود نہیں ہے۔ اور فلسطینیوں کے جس گروہ مئی ۱۵ کے سلسلے میں راشد کو حراست میں لیا گیا تھا وہ بھی ختم ہو چکا ہے۔ راشد ۱۹۸۸ء سے زیر حراست تھا اور اس کی حراست امریکہ کے کہنے پر عمل میں لائی گئی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ جب انہیں گرفتار کیا گیا تو وہ شام کے ایک جعلی پاسپورٹ پر سفر کر رہے تھے۔ راشد اصرار کے ساتھ کہتا ہے کہ اسے کسی اور شخص کے بدلے حراست میں لیا گیا ہے۔

یلسن [illegible] مظاہرے

روس میں پچاس ہزار افراد نے روسی صدر بورس یلسن کے خلاف مظاہرہ کیا اور اس بات کا مطالبہ کیا کہ وہ اپنے عہدے سے مستعفی ہو جائیں۔ ان کے خلاف الزام یہ ہے کہ ان کی وجہ سے قیمتیں بہت چڑھ گئی ہیں۔ اس موقع پر سوویت فوج کے سابقہ افسران نے فوج سے اپیل کی ہے کہ وہ اقتدار پر قبضہ کر لے۔ یعنی بورس یلسن کی صدارت اور ان کی حکومت کا خاتمہ کر کے فوج برسر اقتدار آ جائے جہاں تک قیمتوں کے متعلق احتجاج کا سوال ہے۔ وہ روس کے کئی شہروں میں مظاہروں کا باعث بنی ہیں۔ اور کہا جاتا ہے کہ یہ مظاہرے خاصے خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں۔ فوج کے جن افسروں نے فوج سے اپیل کی ہے کہ اقتدار سنبھال لے۔ انہوں نے مظاہرین کے سامنے تقریر کرتے ہوئے کہا ہے کہ سابق صدر میخائل گورباچوف کے خلاف فوجی عدالت میں مقدمہ چلایا جانا چاہیئے۔

اس وقت جوہری اسلحہ کے متعلق بھی شکوک و شبہات پائے جاتے ہیں۔ یونین آف آفیسرز نے اس بات کا مطالبہ کیا ہے کہ یہ اسلحہ نیٹو کے ماتحت نہیں کیا جانا چاہیئے۔ جہاں تک قازقستان کی ریاست کا تعلق ہے وہ اس بات پر غور کر رہی ہے۔ کہ روایتی ہتھیار عالمی منڈی میں فروخت کر دیئے جائیں۔ تاکہ وہ بجٹ کا خسارہ پورا کر سکیں۔ اگرچہ ابھی تک انہیں کوئی گاہک تو نہیں ملا۔ لیکن ان کا خیال ہے۔ اگر وہ اپنے ہتھیاروں کو منڈی میں فروخت کرنے کے لئے لے آئیں گے۔ تو یقیناً انہیں گاہک مل جائیں گے۔

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا:۔ مکرم محمد انور ہاشمی صاحب ملتان چھاؤنی کی اہلیہ صاحبہ لمبے عرصہ سے جوڑوں اور پٹھوں میں درد کی وجہ سے علیل ہیں۔

○ مکرم عمران احمد صاحب ولد مکرم مرزا ممتاز احمد صاحب سکنہ شاہ پور صدر کچھ عرصہ سے دماغی عارضہ میں مبتلا ہیں۔ اب حالت پہلے سے بہتر ہے۔

○ مکرمہ شمیم اختر صاحبہ اہلیہ مکرم رانا خورشید اختر صاحب کا ۱۳ جنوری ۱۹۹۲ء کو کامیاب اپریشن شیخ زید ہسپتال لاہور میں ہو گیا ہے۔

احباب سے ان کی کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

سانحہ ارتحال: مکرم چوہدری محمد شریف صاحب آف دسن کے تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ (امیر حلقہ سمبڑیال) مورخہ ۴ جنوری ۱۹۹۲ء بروز ہفتہ بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ آپ مکرم رانا عبدالحمید صاحب مربی سلسلہ کے خسر تھے۔ مورخہ ۵ جنوری ۱۹۹۲ء کو ان

باقی صفحہ ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ملکی خبریں

○ وزیر اعظم نے فرانس کے دورے سے واپسی پر ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے اعلان کیا ہے کہ ہتھیار ہمیں جہاں سے بھی ملیں گے حاصل کریں گے۔ انہوں نے واضح طور پر اعلان کیا کہ ہم کسی بھی حالت میں ایٹمی پروگرام پر امتیازی سلوک قبول نہیں کریں گے۔ امریکہ کو چاہیئے کہ وہ بھارت اور پاکستان کو ایٹمی پروگرام میں مساوی سطح پر رکھے۔

○ خصوصی عدالت نے پانچ افراد کو قتل کرکے مسلح ڈکیتی کرنے والے ایک ملزم کو سات بار موت اور دائیں ٹانگ کاٹنے کی جو سزا سنائی گئی تھی وہ سپریم کورٹ کے اپیل بنچ نے منسوخ کر دی ہے اور کہا ہے کہ فیصلے میں انصاف کے تقاضے پورے نہیں کئے گئے لہذا دوبارہ سماعت کی جائے۔

○ سندھ کے علیحدگی پسند قوم پرست لیڈر جی ایم سید کو گرفتار کر لیا گیا ہے کراچی میں جس جلسۂ عام میں سندھ کی علیحدگی کا اعلان کیا گیا تھا اس تقریب کے دیگر مقررین کو بھی گرفتار کیا جا رہا ہے سندھ کے وزیر اعلیٰ کے مشیر غازی صلاح الدین جو اس تقریب میں موجود تھے ان کو بھی برطرف کر دیا گیا ہے۔

○ پی ڈی اے نے کہا ہے کہ جی ایم سید کی گرفتاری محض ڈرامہ ہے سندھ کے وزیر اعلیٰ جام صادق ان کو حب الوطنی کا سرٹیفکیٹ کئی بار جاری کر چکے ہیں۔

○ لاہور کے جدید ترقی یافتہ علاقے ڈیفنس کالونی میں ڈکیتی کی ایک لرزہ خیز واردات میں ریٹائرڈ میجر کی اہلیہ ہلاک کر دی گئیں جب کہ ریٹائرڈ میجر سرور خان شدید زخمی ہوئے دو ڈاکو نقاب اوڑھے ہوئے تھے میاں بیوی نے ڈاکوؤں کی مزاحمت کی۔ بعد ازاں ڈاکو لاکھوں روپے کی نقدی زیورات اور قیمتی سامان لوٹ کر لے گئے۔ گزشتہ ایک ہفتے میں ڈیفنس کالونی میں ڈاکے کی یہ چھٹی واردات ہے۔

○ آل پارٹیز کانفرنس میں اس سوال پر تنازعہ پیدا ہو گیا ہے کہ اپوزیشن کسی کے خلاف تحریک چلائے، صدر کے خلاف یا وزیر اعظم کے خلاف؟ پیپلز پارٹی صرف صدر کے خلاف تحریک چاہتی ہے جب کہ دیگر پارٹیاں حکومت کے خلاف تحریک چلانا چاہتی ہیں

○ لاہور فیصل آباد سیکشن پر ریلوے ٹکٹوں کی فروخت نجی شعبے کے سپرد کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

○ سری لنکا کے خلاف پانچواں اور آخری کرکٹ میچ پاکستان نے ۱۱۷ رنز سے جیت لیا۔ انضمام الحق اور سلیم ملک نے سنچریاں بنائیں، انضمام دوسری بار مین آف دی میچ رہے۔

○ ممتاز سماجی کارکن عبدالستار ایدھی نے کہا ہے کہ ملک کو خطرہ چھوٹے ڈاکوؤں سے نہیں لوٹنے والے بڑے ڈاکوؤں سے ہے۔

○ ملک میں آبادی بڑھنے کو روکنے کے لئے ۱۰ ہزار نئے ہیلتھ سنٹر کھولے جائیں گے۔ ۱۷۵۰ نئی آسامیوں کو منظوری دے دی گئی ہے۔

○ تین کوآپریٹو اداروں کے سربراہوں کو ہتھکڑیاں لگا کر عدالت میں پیش کر دیا گیا۔ عدالت نے کہا کہ یہ تمام لوگ جب وارنٹ پہنچتا ہے تو دل کے مریض بن جاتے ہیں۔ یہ لوگ کسی رعایت کے مستحق نہیں ہیں۔

○ پاکستان ایک سال کے عرصے میں مزید ساڑھے تین ارب ڈالر کا مقروض ہو گیا ہے

○ اسلامی ترقیاتی بنک نجی شعبہ کو ساڑھے چھ فیصد "مارک اپ" پر قرضے دے گا۔

غیر ملکی خبریں

○ بھارت نے مقبوضہ کشمیر میں تحریک آزادی کو کچلنے کے لئے کمانڈوز تعینات کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ یہ فیصلہ بھارتی انٹیلی جنس کی اس رپورٹ کے بعد کیا گیا ہے۔ جس میں کہا گیا تھا۔ کہ مقبوضہ کشمیر کی صورت حال قابو سے باہر ہوتی جا رہی ہے۔

○ سری نگر میں حریت پسندوں نے زبردست حملے کر کے بھارتی فوج کی تین چوکیاں تباہ کر دیں۔ ان حملوں میں ۸ فوجی ہلاک اور ۷ شدید زخمی ہوگئے۔ اننت ناگ میں نافذ کیا گیا کرفیو مسلسل چوتھے روز بھی جاری ہے۔ نہتے کشمیری نوجوانوں نے فوجیوں پر حملے کر کے ان سے بندوقیں چھین لیں۔ اغوا شدہ ہندو سائنسدان کی تلاش کے لئے بھارتی فوجی گھر گھر چھاپے مار رہے ہیں۔

○ لیبیا نے اقوام متحدہ میں مسئلہ کشمیر پیش نہ کرنے کی بھارتی تجویز مسترد کر دی ہے۔ لیبیا کی خارجہ پالیسی میں اس اقدام کو ایک بڑی تبدیلی تصور کیا جا رہا ہے۔

○ کینیا میں ۲۰ سال کے بعد ایک لاکھ افراد نے اپوزیشن کے ایک جلسے میں شرکت کی اور کثیر الجماعتی انتخابات کا مطالبہ کیا۔

محترم جنرل عبدالعلی ملک صاحب کو پورے فوجی اعزاز کے ساتھ سپرد خاک کر دیا گیا

نماز جنازہ محترم مربی صاحب اسلام آباد نے پڑھائی۔ ۴ ہزار افراد کی شمولیت

جنگ ستمبر ۱۹۶۵ء میں مادر وطن کے دفاع میں تاریخ ساز خدمات انجام دینے والے احمدی فوجی ہیرو محترم لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) عبدالعلی ملک سابق امیر جماعت احمدیہ اسلام آباد کی نماز جنازہ مورخہ ۱۸ جنوری ۱۹۹۲ء صبح ۱۰ بجے ان کی کوٹھی سے باہر کھلے میدان میں ادا کی گئی۔ نماز جنازہ مکرم سید حسین احمد صاحب مربی سلسلہ مقیم اسلام آباد نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں کم و بیش ۴ ہزار حاضرین تھے۔ کثیر تعداد میں حاضر اور ریٹائرڈ فوجی اور سول حکام اور جوانوں نے شرکت کی۔ جماعت احمدیہ اسلام آباد اور راولپنڈی کے احباب بھی خاصی تعداد میں شامل ہوئے۔

نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد جنرل صاحب کا جسد عنصری ایک فوجی ایمبولینس میں رکھ کر ان کے آبائی گاؤں پنڈوری ضلع راولپنڈی لے جایا گیا۔ جہاں پورے فوجی اعزاز کے ساتھ ان کی تدفین ہوئی۔ قبر کی تیاری کے بعد مکرم سید حسین احمد صاحب مربی سلسلہ نے دعا کروائی، جس میں اسلام آباد، راولپنڈی، چونترہ، اور محمودہ کی جماعتوں کے احباب کی ایک خاصی تعداد کے علاوہ مقامی آبادی کے لوگوں نے شرکت کی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے محترم جنرل صاحب کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور ان کے درجات بلند فرمائے۔

بقیہ: صـ۷ سے آگے

کے گاؤں میں ہو، تدفین ہوئی ڈسکہ اور قرب و جوار سے کثیر تعداد میں احباب جماعت شامل ہوئے۔ مکرم سید حمید الحسن شاہ صاحب سمبڑیال نے نماز جنازہ پڑھائی اور قبر تیار ہونے پر مکرم حفیظ احمد صاحب مربی سلسلہ ڈسکہ نے دعا کرائی۔

احباب ان کی بلندیٔ درجات کے لئے دعا کریں۔

بچوں کے کامیاب علاج کیلئے
النصرت چلڈرن کلینک
ریلوے روڈ۔ ربوہ

دماغی امراض، مالیخولیا (وہم وسواس ڈر خوف) جنون (دیوانگی) بے خوابی، مرگی، نسیان، بلڈ پریشر نیز خارش ہر قسم کے علاوہ زنانہ مردانہ امراض کے علاج اور مشورہ کیلئے مکمل تفصیلات کے ساتھ
قاضی دواخانہ چک چٹھہ ڈسٹرکٹ گوجرانوالہ روڈ متصل حافظ آباد کوڈ ۰۴۳۸ فون ۲۱۱۴

جرمن ہومیوپیتھک ادویات
مدر ٹنکچرز۔ پوٹینسیاں اور بایو کیمک کی تمام ادویات کے علاوہ
خالی شیشیاں، اور ہر قسم کی گولیاں بھی دستیاب ہیں۔ شوگر آف ملک اور پاکستانی ادویات بھی دستیاب ہیں
کیور ٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی (رجسٹرڈ) ربوہ فون ۶۰۶، ۷۷۱